ازواج مطہرات کے قبائل: تاریخی حقائق

مولانا اختر حسین فیضی مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

آقاے دو جہاں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تعداد کے سلسلے میں مورخین اور سیرت نگاروں کا قدرے اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن گیارہ پر کسی کا اختلاف نہیں۔ ان میں سے چھ قریش کے اعلیٰ خاندانوں کی چشم و چراغ تھیں، چار عرب کے دیگر معزز قبائل کی نور نظر، اور ایک خاندان بنی اسرائیل کی رئیس زادی۔

خاندان قریش سے:

۱۔ خدیجہ بنت خویلد ۲۔ سودہ بنت زمعہ۔ ۳۔ عائشہ بنت ابوبکر ۴۔ حفصہ بنت عمر فاروق ۵۔ ام سلمہ بنت ابوامیہ ٦۔ ام حبیبہ بنت ابوسفیان

عرب کے دیگر قبائل سے:

۱۔ زینب بنت جحش اسدی، ۲۔ زینب بنت خزیمہ ہلالی (ام المساکین) ۳۔ جویریہ بنت حارث خزاعی۔ ۴۔ میمونہ بن حارث ہلالی،

خاندان بنو اسرائیل سے:

۱۔ صفیہ بنت حیی بن اخطب، یہ خاندان یہود سے تھیں، شریف النسب شہزادی تھیں۔

اب تفصیل کی طرف:

۱۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد:

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی زوجۂ محترمہ ہیں، ان کے والد خویلد اپنے قبیلے کے ممتاز سردار تھے، فاطمہ بنت زائدہ عامری سے نکاح کیا، ان کے بطن سے حضرت بی بی خدیجہ پیدا ہوئیں۔ جب سن بلوغ کو پہنچیں تو ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے شادی ہوئی، شوہر کے انتقال کے بعد عتیق بن عائد مخزومی کے نکاح میں آئیں، حرب الفجار میں دوسرے شوہر بھی داغ مفارقت دے گئے، تیسرا نکاح رسول کریم محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ کی چالیس سال۔

نام خدیجہ، کنیت ام ہند اور لقب طاہرہ تھا۔ باپ کی طرف سلسلۂ نسب یہ ہے:

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ (طبقات ابن سعد، ج:۸ ص:۲۴۹۔ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اور ماں کی طرف سے یہ ہے: فاطمہ بنت زائدہ بن اصم بن ہرم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی

بن غالب بن فہم بن مالک۔ (طبقات ابن سعد۔ ج:۸ ص:۲۴۹)

اس طرح حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نجیب الطرفین قریشی ہیں، سلسلۂ بدری کی طرف سے قصی بن کلاب پر پہنچ کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے اور مادری حساب سے مالک بن نضر تک پہنچ کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے ملتا ہے۔

۲۔ سودہ بنت زمعہ:

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلان نبوت کے بعد ہی دامن اسلام سے وابستہ ہوگئیں، اس لیے وہ سابقین اولین کی فہرست میں شامل تھیں، ان کا نکاح ان کے چچا زاد بھائی حضرت سکران بن عمرو سے ہوا تھا، یہ بھی قدیم الاسلام تھے، اہل مکہ کے ظلم وستم کی وجہ سے دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہاں کئی سال اقامت اختیار کی، پھر مکہ واپس آ گئے، ابھی چند دن گزرے تھے کہ خاوند کا انتقال ہوگیا۔

۱۱رمضان سنہ ۱۰ نبوی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا، ان کی مفارقت سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رنجیدہ خاطر رہنے لگے، چہرۂ انور پر حزن وملال کے آثار دیکھ کر حضرت عثمان بن مظعون کی اہلیہ خولہ بنت حکیم نے محسوس کرلیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مونس وغم خوار کی سخت ضرورت ہے، انھوں عرض کیا:

یارسول اللہ میرے خیال سے خدیجہ کی جدائی کی وجہ سے آپ تنہائی محسوس کررہے ہیں، فرمایا: ہاں وہ میری بچوں کی ماں اور گھر کی مالکہ تھیں، بولیں کیا میں آپ کے لیے کوئی رشتہ نہ تلاش کروں، فرمایا: ضرور۔ کیوں کہ عورتیں یہ معاملہ بہتر سمجھتی ہیں، چناں چہ انھوں نے سودہ بنت زمعہ اور عائشہ بنت ابوبکر کو پیغام نکاح دیا تو حضور نے دونوں سے شادی کرلی، پہلے سودہ سے اس کے بعد عائشہ صدیقہ سے، سودہ سے مکہ میں خلوت کی، اس وقت عائشہ صدیقہ ۶ سال کی تھیں (۹ سال کے بعد) ان سے مدینے میں خلوت کی۔ (طبقات ابن سعد۔ ج:۸، ص:۱۷۲، دار احیاء التراث العربی)

سلسلۂ نسب پدری یہ ہے: سودہ بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔ (یہ نسب عامر بن لوی پر جاکر سول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے)۔

سلسلۂ مادری: شموس بنت قیس بن عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار بن انصاری۔

(طبقات ابن سعد۔ ج:۸، ص:۲۶۸۔ دار احیاء التراث العربی۔ بیروت)

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ شموس بنت قیس یثرب (مدینہ) کے قبیلۂ خزرج کی شاخ بنو عدی بن نجار سے تعلق رکھتی تھیں اور یہی خاندان رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جد کریم عبد المطلب کا ننہال تھا۔ بنوی عدی بن نجار مدینے کے خاندانوں میں عزت وشرافت کی ایک پہچان تھا۔

۳۔ عائشہ بنت صدیق اکبر:

نام عائشہ، لقب صدیقہ اور حمیرا، کنیت ام عبد اللہ، خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر

ہیں، بعثت کے چار سال بعد ماہ شوال میں پیدا ہوئیں۔ والدہ کا نام ام رومان بنت عمیر تھا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو اسلام پر پایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور ﷺ سے نکاح تو ہجرت سے قبل ہی مکہ میں ہو چکا تھا، مگر رخصتی ہجرت کے پہلے سال مدینہ میں ہوئی، حضور ﷺ نے ایک پیالہ دودھ سے لوگوں کی دعوت ولیمہ فرمائی۔ (مدارج النبوۃ، ۲/۷۰، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ سیرت مصطفیٰ، ص: ۱۴۳، از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باستثنائے چند تمام صحابہ وصحابیات پر علمی فوقیت رکھتی تھیں، ان کا شمار مجتہدین صحابہ میں تھا، صدیق و فاروق و ذوالنورین کے زمانۂ خلافت میں فتویٰ دیا کرتی تھیں، ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں، علم کلام، علم اسرار دین، تاریخ عرب اور دیگر فنون پر کامل دسترس رکھتی تھیں۔ اخلاق بلند تھا، قناعت پسندی اور جود و سخا ان کے نمایاں اوصاف ہیں۔

شجرۂ نسب یوں ہے:

سلسلۂ پدری ہے: عائشہ بنت ابوبکر بن ابوقحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔

سلسلۂ مادری: ام رومان بنت عمیر بن عامر بن دہمان بن حارث بن غنیم بن مالک بن کنانہ۔

(طبقات ابن سعد۔ ج: ۸، ص: ۲۷۱)

سلسلۂ پدری مرہ بن کعب پر جا کر رسول کریم ﷺ کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے اور سلسلۂ مادری نضر بن کنانہ کے بھائی مالک کے واسطے سے کنانہ تک پہنچ کر رسول کریم ﷺ کے سلسلۂ نسب سے جڑ جاتا ہے۔ اس طرح سے حضرت صدیقہ باپ کی طرف سے قریشی اور ماں کی طرف سے مالکی کنانی ہیں۔

کنانہ کی عظمت اور بلندیِ شان کے لیے رسول کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی کافی ہے جس میں آقا نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے اسماعیل کو چن لیا اور اسماعیل سے کنانہ کو، کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھ کو منتخب فرمایا۔ (صحیح مسلم، ج: ۲ کتاب الفضائل، ص: ۲۴۵، مجلس برکات جامعہ اشرفیہ)

۴۔ حضرت حفصہ بنت عمر فاروق:

نام حفصہ، خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لخت جگر ہیں، والدہ کا نام زینب ہے، مشہور صحابی عثمان بن مظعون کی بہن ہیں، بعثت نبوی سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں، جب قریش بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے، بنو سہم کے ایک فرد خُنیس بن حذافہ سے نکاح ہوا اور ان ہی کے ساتھ مدینے کی ہجرت کی، خنیس نے بدر میں شرکت کی زخمی ہوئے اور مدینہ واپسی کے بعد فوت ہو گئے۔

حضرت حفصہ بیوہ ہو گئیں، بعد عدت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی دوسری شادی کی فکر ہوئی، وہ کہتے ہیں کہ میں عثمان سے ملا اور ان سے حفصہ سے نکاح کے بارے میں کہا تو انھوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے ابھی عورت کی

ضرورت نہیں ہے، (ان دنوں حضرت رقیہ کا انتقال ہو چکا تھا) پھر ابو بکر سے کہا تو انھوں نے خاموشی اختیار کی، ان کی خاموشی پر مجھے غصہ آیا، اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کی خواہش ظاہر فرمائی اور نکاح ہو گیا، پھر میں ابو بکر سے ملا اور کہا کہ میں نے اپنی بچی عثمان پر پیش کی تو انھوں نے صاف انکار کر دیا اور آپ پر پیش کی تو آپ چپ رہے، مجھے عثمان کے انکار پر اتنا غصہ نہیں آیا جتنا کہ آپ کی خاموشی پر، ابو بکر نے کہا: بات یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ کے سلسلے میں ذکر فرمایا تھا اور وہ حضرت کا ایک راز تھا اور اس راز کا افشا کرنا مجھے مناسب نہیں معلوم ہوا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان سے نکاح کا ارادہ نہ ہوتا تو میں اس کے لیے تیار تھا۔

حضرت حفصہ زہد و تقوی کی پیکر، اخلاق حسنہ کا نمونہ، قائم اللیل اور صائم الدھر تھیں، ان سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں جو بخاری، مسلم اور حدیث کی دیگر کتابوں میں موجود ہیں، شعبان سن ۴۵ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں تدفین ہوئی، وفات کے وقت عمر ساٹھ سال تھی۔ (طبقات ابن سعد، ج: ۸، ص: ۲۸۴ تا ۲۸۷ ملتقط)

والد محترم کی طرف سے شجرۂ نسب یہ ہے: حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن عبد اللہ بن قُرط بن رزاح بن بن عدی بن کعب بن لوی۔ (طبقات ابن سعد: ج: ۸، ص: ۲۸۴)

اور والدہ ماجدہ کی طرف سے یہ ہے: زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہُصیص بن کعب بن لوی بن غالب (اسد الغابہ: ج: ۳، ص: ۵۸۹، ذکر عثمان بن مظعون۔ ابن اثیر جزری۔ متوفی ۶۳۰ھ۔ دار الکتب العلمیہ۔ بیروت)

ان سلاسل کی رو سے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نسب والد گرامی کی طرف سے عدی کے ذریعے کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر تک پہنچتا ہے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے۔ ہصیص کے توسط سے کعب بن لوی تک پہنچتا ہے، اس طرح ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نجیب الطرفین قریشی ہوئی۔

۵۔ ام سلمہ بنت ابو امیہ:

نام ہند اور کنیت ام سلمہ تھی، باپ کا نام ابو امیہ سہیل بن مغیرہ تھا، یہ مکہ کے بڑے ہی نیک طینت، سخی اور فیاض شخص تھے، سفر میں قافلے والوں کی کفالت خود کرتے، اس لیے زاد الرکب کے لقب سے مشہور تھے، ماں کا نام عاتکہ بنت عامر تھا،

حضرت ام سلمہ کا شمار ذہین ترین، عقل مند اور جفاکش خواتین میں ہوتا تھا، ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الاسد) کے ساتھ نکاح ہوا، اسلام کے ابتدائی دور میں اپنے شوہر کے ساتھ اسلام لائیں اور ان ہی کے ساتھ حبشہ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، یہ وہ پہلی خاتون ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں۔

ابو سلمہ بہت بڑے جنگ جو اور شہ سوار تھے بدر و احد میں شریک ہوئے، احد میں چند زخم لگے، انھیں زخموں کی وجہ سے جمادی الآخرہ سنہ ۴ھ میں دنیا کو خیر باد کہہ دیا، ابو سلمہ کی وفات کے وقت ام سلمٰی حاملہ تھیں، وضع حمل کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے انکار کر دیا، اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے پیغام دیا تو انکار کر دیا، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام بھیجا تو مرحبا کہا اور یہ کہلا بھیجا کہ میرے پاس کچھ عذر ہیں، (۱) میں

بہت غیرت والی عورت ہوں (۲) عیال دار ہوں (۳) سن رسیدہ ہوں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان زحمتوں کو گوارا فرمایا، اب ام سلمہ کو کیا عذر ہوسکتا تھا، اپنے لڑکے (عمر) سے کہا کہ چلو اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا نکاح کرو۔ (المواہب اللدنیہ والزرقانی، ج:۴، ص:۳۹۹)

اس طرح حضرت ام سلمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آ کر ام المومنین کے عظیم خطاب سے سرفراز ہوئیں۔

باپ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے:

(ام سلمہ) ہند بنت ابوامیہ موسوم بہ سہیل زادالرکب بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

اور سلسلہ مادری یوں ہے:

عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ جذل الطعان بن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ۔ (طبقات ابن سعد: ج:۸، ص:۲۸۷)

بنومخزوم بنو یقظہ کی ایک شاخ ہے، یقظہ مرہ بن کعب کے تین لڑکوں میں سے ایک کا نام ہے، تو مرہ بن کعب کے توسط سے بنومخزوم کا سلسلۂ نسب نضر بن کنانہ تک پہنچتا ہے، اس طرح سے حضرت ام سلمہ باپ کی طرف سے مخزومی قریشی ہیں اور ماں کا سلسلۂ نسب مالک کی طرف سے کنانہ تک پہنچتا ہے تو اس طرح مالکی کنانی ہوئیں۔

سنہ ۶۳ ھ میں واقعۂ حرہ کے سال وفات ہوئی، اس وقت ۸۴ سال کی تھیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں،

۶۔ ام حبیبہ بنت ابوسفیان:

نام رملہ، کنیت ام حبیبہ اور والد کا نام صخر تھا جو اپنی کنیت ابوسفیان سے مشہور تھے، والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا، خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی تھیں، ام حبیبہ بعثت رسول سے ۱۷ سال پہلے پیدا ہوئیں، نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا، ان کا تعلق خاندان اسد بن خزیمہ سے تھا اور حرب بن امیہ کے حلیف تھے۔

دونوں اسلام قبول کیا، حبشہ کی طرف ہجرت کی، عبید اللہ نے وہاں عیسائی مذہب قبول کر لیا، ام حبیبہ اسلام پر قائم رہیں، عبید اللہ کو اسلام میں لانے کی بڑی کوشش کی لیکن ناکام رہیں اور مذہب عیسائیت پر انتقال ہوا، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ام حبیبہ کے بیوگی کی خبر ملی تو بعد عدت عمرو بن امیہ ضمری کے ذریعے نجاشی کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعے یہ پیغام ام حبیبہ تک پہنچایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھا ہے کہ میں تمھارا نکاح ان سے کردوں، انھوں نے فوراً منظور کر لیا اور خوشی میں مژدہ مسرت سنانے والی (ابرہہ) کو چاندی کے دوکنگن اور انگوٹھیاں انعام کے طور پر دیا، حضرت خالد سعید کو اپنا وکیل بنایا، بوقت شب نجاشی نے جعفر بن ابوطالب اور حبشہ میں موجود مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا۔

(اسد الغابہ، ج:۷، ص:۳۰۳۔ ابن اثیر جزری۔ دار الکتب العلمیہ۔ بیروت)

یہ واقعہ سنہ ۷ ھ کا ہے، ام حبیبہ جب نکاح کے بعد مدینہ آئیں تو ان کی عمر تیس سے کچھ اوپر تھی یہ ابن سعد کی روایت

ہے، بعض دوسری روایتوں میں سنہ ٦ ھ کا بھی ذکر ہے اور عمر ٣٦ ء ٧ ٣ سال لکھی ہوئی ہے۔

جب اس نکاح کی خبر ابوسفیان کو ہوئی تو مذہبی اختلاف اور عدوات کے باوجود کہا کہ اگرچہ میں محمد کے دین و مذہب سے اتفاق نہیں رکھتا، لیکن ان کی خاندانی شرافت ونجابت اور اعلیٰ حسب ونسب میں کوئی کلام نہیں؛ اس لیے میری بیٹی کا ان کے نکاح میں ہونا کسی خفت اور سبکی کی بات نہیں۔ (الاصابہ۔ ج:٨، ص:١٤١۔ ابن حجر عسقلانی۔ دارالکتب العلمیہ بیروت)

سلسلۂ نسب باپ کی طرف سے یہ ہے: رملہ بنت ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اور ماں کی طرف سے یہ ہے: صفیہ بنت ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس۔

پدری اور مادری دونوں سلاسل امیہ بن عبد شمس تک پہنچتے ہیں اور عبد شمس، عبد مناف کے چار لڑکوں میں سے ایک ہیں، تو عبد مناف تک پہنچ کر ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مل جاتا ہے، اس واسطے سے نضر بن کنانہ تک پہنچتا ہے جن کا لقب قریش تھا۔

راجح قول کے مطابق مدینے کے اندر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں سنہ ٤٤ ھ میں انتقال ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان میں دفن ہوئیں۔

یہاں تک ان ازواج مطہرات کا مختصر تعارف اور حسب ونسب بیان ہوا جو قریشی النسل ہیں۔ اب یہاں قریش کے ان خاندانوں اور شاخوں کا ذکر ہدیۂ قارئین ہے جن سے ازواج مطہرات کا تعلق ہے، ساتھ ہی اس کی بھی وضاحت ہے کہ ان کا نسب کس واسطے سے فہر یا نضر تک پہنچتا ہے، یعنی قریش تک۔

تعارف قبائل قریش:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سلسلۂ نسب میں ایک نام نضر بن کنانہ کا آتا ہے، یہی قریش کے نام سے مشہور ہوئے۔

ان کا نام قیس تھا، کنیت ابو یخلُد تھی، حسن و جمال میں یکتائے روزگار تھے اس لیے نضر کے نام سے مشہور ہو گئے (نضر، زرسرخ کو کہتے ہیں) والدہ کا نام برہ بنت مُر بن اُد بن طابخہ تھا۔ (الکامل فی التاریخ لابن اثیر، ج:٢٩-٦٢٨)

ابن ہشام کہتے ہیں نضر ہی کا نام قریش ہے، انھیں کی اولاد قُرشّی کہلائے گی، ان کے علاوہ کی اولاد قُرشّی نہیں۔

جریر بن عطیہ جو بنی کلیب بن یربوع بن حنظلہ بن مالک ابن زید مناۃ بن تمیم کا ایک فرد ہے، ہشام بن عبد الملک بن مروان کی مدح میں کہتا ہے:

فَمَا الاُمُّ الّتِی وَلَدَت قُرَیشاً   بِمُقرَفَۃِ النَّجارِ وَلَا عَقِیمِ
وَمَا قَومٌ بِاَنجَبَ مِن اَبِیکُم   وَمَا خَالٌ بِاَکرَمَ مِن تَمِیمِ

ترجمہ: جس ماں نے قریش کو جنا، نہ وہ نسب کے اعتبار سے عیب دار ہے نہ بانجھ۔

اے قبیلۂ قریش کے لوگو! سن لو، نہ کوئی خاندان تمھارے باپ سے زیادہ شریف و بزرگ ہے، نہ کسی کا ماموں تمیم سے زیادہ عزت دار۔

ان اشعار سے برہ بنت مُر کی طرف اشارہ ہے جو تمیم بن مُر کی بہن اور نضر کی ماں تھیں۔

بعض نے فہر بن مالک کا نام قریش بتایا ہے، جو ان کی نسل سے ہے وہ قرشی ہے اور جو ان کی نسل نہیں قرشی نہیں۔

قریش، تقرُّش سے بنا ہے اور اس کے معنی تجارت واکتساب کے ہیں، یہ قبیلہ تجارت پیشہ تھا اس لیے انھیں قریش کہنے لگے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ قریش کو قریش کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قبیلہ متفرق ہونے کے بعد اکٹھا ہوا ہے اس لیے اس کو قریش کہتے ہیں "تقرُّشَ" کے معنی جمع ہونے کے بھی ہیں۔ (سیرت ابن ہشام، ج:۱، ص:۹۶-۹۷)

دوسرا قول یہ ہے کہ قریش، قرش کی تصغیر ہے اور قرش اس مچھلی کو کہتے ہیں جو سمندر کے دوسرے جانوروں کو کھا جاتی ہے، چوں کہ قریش بڑے جنگ جو تھے؛ اس لیے انھیں قریش کہا گیا۔

نضر کی والدہ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ خزیمہ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے کنانہ نے عرب کے رواج کے مطابق ان سے نکاح کر لیا، اس کے نتیجے میں نضر پیدا ہوئے، جب کہ بیٹے کا باپ کی بیوہ سے نکاح کرنا درست نہیں اس لیے وہ لوگ جن کے دلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے ساتھ بغض کی بیماری ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نسب پر طعنہ زنی کرنے کے لیے یہ واقعہ بہت اچھالتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے علمائے محققین پر جنھوں نے اپنے نشترِ تحقیق سے اس جھوٹ کا پردہ چاک کیا اور حقیقت کا رخ زیبا سب کے سامنے آشکارا کر دیا۔

قارئین کی خدمت میں ابو عثمان الجاحظ کا ایک اقتباس پیش ہے، جس سے حقیقتِ حال واضح ہو جائے گی، جاحظ ایک آزاد منش محقق ہے اپنی تحقیق سے جس بات کی حقانیت اس پر واضح ہو جاتی اس کے اظہار میں وہ بڑا بے باک ہے اور کسی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتا لکھتا ہے:

کنانہ کے والد خزیمہ کا جب انتقال ہوا تو زمانۂ جاہلیت کے رواج کے مطابق انھوں نے اپنے باپ کی بیوہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا، لیکن وہ جلد ہی فوت ہو گئیں، ان کے شکم سے نہ کوئی بیٹا پیدا ہوا نہ کوئی بیٹی، اس کے بعد کنانہ نے اپنی پہلی بیوی کے بھائی کی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا جس کا نام برہ بنت مر بن اد بن طابخہ تھا ان کے شکم سے کنانہ کے فرزند "النضر" پیدا ہوئے، بہت سے لوگوں نے جب یہ سنا کہ کنانہ نے اپنے باپ کی بیوہ کو اپنی زوجیت میں لیا ہے تو وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ کنانہ نے اپنے باپ کی بیوہ کو زوجیت میں لیا اور اس کے شکم سے نضر پیدا ہوا، اور اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ دونوں بیویوں کے نام بھی ایک تھے اور ان کا باہمی رشتہ بھی بہت نزدیک کا تھا، لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہم اس غلط فہمی میں مبتلا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب پاک پر ناپسندیدہ اور مبغوض نکاح کا داغ لگائیں، حالاں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ابتدا سے آخر تک اسلامی نکاح کے مطابق ایک پشت سے دوسری پشت میں منتقل ہوا۔

(السیرۃ النبویہ لزینی دحلان، ج:۱، ص:۱۱)

اس تحقیق سے بالکل واضح ہے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب کسی زمانے اور قرن میں داغ دار اور مقبوح نہیں تھا، آپ کے آبا و اجداد ہر قسم کے عیوب سے پاک صاف تھے۔

(محمد عربی کی خاندانی وجاہت۔ ص:۱۷، ۱۸، ۱۹۔ از: اختر حسین فیضی مصباحی۔ مکتبہ عزیزیہ مبارک پور)

مورخین کی ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ قریش، فہر بن مالک بن نضر کا لقب ہے، زین عراقی کہتے ہیں:

اما قریش فالاصح فهر   حمّاعها والاکثرون النضر

صحیح قول یہ ہے کہ فہر ہی قریش ہیں اور اکثر کا قول یہ ہے کہ قریش نضر کا لقب ہے۔

اس گتھی کو ابن خلدون یوں سلجھاتے ہیں کہ قریش فہر کی طرف صرف اس لیے منسوب ہوئے کہ نضر کی نسل فہر کے علاوہ کسی اور سے نہیں چلی؛ اس لیے کہا جاتا ہے کہ قریش فہر بن مالک کی اولاد ہیں۔ (تاریخ ابن خلدون، ج: ۲، ص: ۳۸۷، دار الفکر بیروت)

مشاہیر قریش:

غالب بن فہر:

غالب بن فہر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں، ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھا، ان کے دو بیٹے تھے، لُوی اور تَیم، بنو تیم کو بنو الادرم کہا جاتا ہے۔ (طبری ۲ / ۱۹۷۔ سیرت ابن ہشام ۱ / ۹۵)

لُوَی بن غالب:

ان کی کنیت ابو کعب اور ماں کا نام عاتکہ بنت یَخلُد تھا، ان کے چار بیٹے تھے: کعب، عامر، سامہ اور عوب، کعب، عامر اور سامہ کی والدہ ماویہ بنت کعب بن قیس بن جسر تھیں جن کا تعلق بنو قضاعہ سے تھا۔ (سیرت ابن ہشام ۱ / ۹۶، مصر)

عامر بن لوی:

بنو عامر بن لوی سے مراد شُقَیر حِسل بن عامر اور معیص بن عامر ہیں، بنو حسل کی یہ شخصیات قابل ذکر ہیں:

۱۔ عامر بن عبد اللہ بن سعد بن ابو سرح جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مصر کے گورنر اور فتح طرابلس کے وقت شکر اسلام کے امیر تھے، اس سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب تھے۔

۲۔ حویطب بن عبد العزیٰ، یہ صحابی رسول تھے۔

۳۔ عبد عمرو بن عبد شمس جنھوں نے صلح حدیبیہ کے موقعے پر قریش کی طرف سے رسول اللہ کے ساتھ معاہدہ کیا تھا۔

۵۔ ابو جندل سہیل، ان کا نام عاصی تھا صلح حدیبیہ کے دن پا بہ زنجیر خدمت رسول میں حاضر ہوئے تھے، مگر معاہدے کی پابندی کرتے ہوئے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں واپس کر دیا تھا۔

۶۔ زمعہ بن قیس بن عبد شمس اور ان کا بیٹا عبد بن زمعہ، انہی زمعہ بن قیس کی صاحب زادی سودہ ام المومنین تھیں، وہ پہلے اپنے چچا زاد بھائی سکران کے نکاح میں تھیں ان کی وفات کے بعد رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آئیں۔

(تاریخ ابن خلدون ۲ / ۳۸۸)

کعب بن لوی:

ان کی کنیت ابو ہُصیص تھی، بڑی جاہ حشمت کے مالک تھے، عام فیل یعنی چار سو سال تک ان کا سنہ وفات جاری رہا۔ ان کے تین لڑکے تھے، مرہ، عدی، ہصیص۔

اس خاندان کے مشاہیر کی ایک لمبی فہرست ہے، طوالت کا خوف نقل سے مانع ہے۔ حضرت عثمان بن مظعون اسی خاندان کے تھے، ان کے بھائی قُدامہ، سائب اور عبداللہ سب مہاجر اور بدری تھے، **ان کی بہن زینب بنت مظعون، ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ تھیں۔** (تاریخ ابن خلدون ۲/ ۳۸۹)

عدی بن کعب:

عدی بن کعب عربوں کے باہمی مناقشات میں ثالث وفیصل مقرر کیے جاتے اور صیغۂ سفارت کی سربراہی بھی ان کے ذمے تھی، جسے وہ اپنی غیر معمولی استعداد وصلاحیت سے انجام دیتے رہے، عدی کے بعد یہ دونوں منصب ان کے خاندان میں باقی رہے۔ (خلفاے راشدین، ص: ۱۶۵، از مولانا عاصم اعظمی)

اس خاندان کی مشہور شخصیات میں ایک نام زید بن عمرو کا آتا ہے، جنھوں نے ایام جاہلیت میں ہی بت پرستی چھوڑ دی تھی اور حنیفیت (ملت ابراہیمی) اختیار کر لی تھی، ان کے بیٹے سعید بن زید جو عشرۂ مبشرہ میں سے تھے، اور خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بھی اسی خاندان سے تھا، (تاریخ ابن خلدون، ج: ۲، ص: ۳۸۹) **ان کی نور نظر حضرت حفصہ کا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ سے ہوا، ان کی وفات کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آئیں اور ام المومنین کی حیثیت سے پہچانی گئیں۔**

مرہ بن کعب:

مرہ کے تین بیٹے تھے، کلاب، تیم اور یقظہ۔ کلاب کی نسل سے رسول کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، تیم کی نسل سے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، **ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہی کی لخت جگر ہیں،** بنو یقظہ کی ایک شاخ بنو مخزوم ہے، اس کے ایک فرد بنو امیہ بن ابو حذیفہ ہیں جو جنگ بدر میں کفر کی حالت میں مارے گئے، **ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا** ان کی بیٹی ہیں۔ (تاریخ ابن خلدون، ج: ۲، ص: ۹۰-۳۸۹ ملتقط)

عبدالعزیٰ بن قصی:

عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ کی نسل سے **ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں،** ان کا نسب خویلد بن اسد کے ذریعے عبدالعزیٰ بن قصی تک پہنچتا ہے۔ (تاریخ ابن خلدون، ج: ۲، ص: ۳۹۱)

عبد مناف بن قصی:

عبد مناف کی اولاد میں عبد شمس نامی ایک فرد گزرے ہیں، ان کی اولاد میں امیہ الاکبر کا نام آتا ہے، ان کے خاندان میں بڑے نام ور لوگ پیدا ہوئے، خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے، **ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق** اسی خاندان سے تھا۔ (تاریخ ابن خلدون، ج: ۲، ص: ۳۹۲)

۷۔ زینب بنت جحش:

نام زینب، کنیت ام حکم، قدیم الاسلام تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

ان کی شادی پہلے زید بن حارثہ سے ہوئی تھی، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے، لیکن حضرت نے انھیں آزاد کر

کے اپنا متبنیٰ بنالیا تھا، اس لیے زید بن محمد سے مشہور ہو گئے، اور زینب بنت جحش معزز خاندان کی صاحب نسب شریف زادی تھیں، انھیں یہ عقد پسند نہ تھا، لیکن رسول اللہ کی پسند پر سر تسلیم خم کر دیا اور نکاح ہو گیا، مگر دونوں کے درمیان محبت اور خلوص نہ پیدا ہو سکا؛ اس لیے طلاق ہو گئی، عدت گذرنے کے بعد رسول کریم نے حضرت زینب کی دل جوئی کے لیے ان کے پاس پیغام نکاح بھیجا، یہ پیغام مسرت سن کر انھوں نے فوراً دو رکعت نماز پڑھی اور سجدے میں یہ دعا کی کہ اے مولائے کریم! تیرے رسول نے مجھے پیغام نکاح بھیجا ہے، اگر میں ان کی زوجیت کے لائق ہوں تو تو میرا نکاح ان سے کر دے، ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر یہ وحی نازل ہوئی،

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا (احزاب: ۳۷)

جب زید نے ان سے طلاق دینے کی خواہش پوری کر لی تو ہم نے انھیں آپ کی زوجیت میں دے دیا۔

نکاح کے بعد رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعوت ولیمہ کا اہتمام فرمایا، تین سو افراد نے شرکت کی، ازواج مطہرات میں سے کسی کے نکاح پر اتنی بڑی دعوت نہ کی، کھانے میں نان اور گوشت کا انتظام فرمایا۔

حضرت زینب نہایت خوب رو مناسب جسم کی مالک تھیں، کتب حدیث میں ان سے گیارہ روایتیں منقول ہیں، عبادت و ریاضت، نیک خوئی، دین داری، خیرات و فیاضی اور رضائے الٰہی کی خوگر تھیں، سنہ ۲۰ ھ میں انتقال ہوا، اس وقت ۵۳ سال عمر تھی۔

سلسلۂ نسب باپ کی طرف سے یہ ہے: زینب بنت جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

اور ماں کی طرف سے یہ ہے: زینب بنت امیمہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔

(طبقات ابن سعد- ج:۸-ص ۲۹۵)

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا ماں کی طرف سے تو ہاشمی، قریشی ہیں لیکن باپ کی طرف سے قریشی نہیں بلکہ اسدی، خزیمی ہیں،

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اجداد میں ایک نام خزیمہ بن مدرکہ کا آتا ہے، خزیمہ کے چار بیٹے تھے: کنانہ اسد، اسدہ اور ہون۔ کنانہ کے لڑکے نضر اور نضر کے لڑکے مالک اور ان کے لڑکے فہر، اصحاب تاریخ وسیر اس بات پر متفق ہے کہ نضر یا فہر میں سے کسی ایک کا نام یا لقب قریش ہے، حضرت زینب بنت خزیمہ کا سلسلہ نسب ان میں سے کسی کے پاس نہیں پہنچتا بلکہ اسد کے ذریعے خزیمہ تک پہنچتا ہے، جو نضر کے دادا ہیں، نسب چوں کہ باپ کی طرف سے چلتا ہے، اس لیے حضرت زینب بنت جحش قریشی نہیں کہی جائیں گی، یہ الگ بات رہی کہ خاندانی شرافت اور عزت و وجاہت میں خزیمہ بھی اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔

امام محمد بن یوسف صالحی لکھتے ہیں کہ لوگوں پر ان کے انعامات و احسانات کا شمار نہیں کیا جا سکتا، ان کے فضائل و مکارم کے بارے میں کسی نے خوب کہا ہے:

اما خزیمة فالمکارم جمة　　ثم عتید سبقته الیه ولیس

فضائل ومکارم سب کے سب تیزی سے خزیمہ کی ذات میں جمع ہو گئے ہیں اور ان میں سے کوئی مکرمت باقی نہیں رہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خزیمہ کی وفات ملت ابراہیمی پر ہوئی۔ (ضیاء النبی-ج:۱-ص:۴۱۰، پیر کرم شاہ ازہری)

۸۔ زینب بنت خزیمہ:

نام زینب، کنیت ام المساکین، چوں کہ یہ غربا ومساکین کو نہایت ہی فراخی کے ساتھ کھانا کھلاتی تھیں اور صدقہ و خیرات میں ہاتھ کھلا رکھتی تھیں؛ اس لیے ام المساکین کے نام سے مشہور ہوگئیں، پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، غزوۂ احد میں ان کی شہادت کے بعد رسول کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں، اور یہ روایت بھی ہے کہ پہلے طفیل بن حارث بن مطلب بن عبد مناف کے نکاح میں تھیں پھر ان کے بھائی عبیدہ بن حارث کی زوجیت میں آئیں۔

(اسد الغابہ۔ ج:۷۔ ص:۱۳۰۔ ابن اثیر جزری۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

عبیدہ بن حارث غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور شہادت پائی، تکمیل عدت کے بعد زینب رسول کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں، زوجیت میں آنے کے دو یا تین مہینے کے بعد وفات ہوگئی، نبی کریم ﷺ نے خود جنازے کی نماز پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، وفات کے وقت عمر تیس سال کی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ ہلال بن عامر سے تھا، ان کے قبیلے اور حسب ونسب کی نجابت وجاہت اور فضیلت وعظمت پر مورخ اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم گھوسی کی درج ذیل تحریر ان شاء اللہ بھرپور روشنی ڈالی گی:

پدری سلسلہ نسب اس طرح ہے: زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالی رضی اللہ عنہا طائف واطراف میں آباد مشہور وطاقت ور قبیلہ ہوازن کی ایک مشہور شاخ ہلال بن عامر بن صعصعہ کی ایک عظیم خاتون تھیں۔ البتہ ماں کی طرف سے جو نسب نامہ ہے، وہ تاریخ نویسوں کی توجہ کا مرکز نہ بن سکا، ابن عبدالبر نے اس سلسلہ میں ابو الحسن الجرجانی علی بن عبدالعزیز النسابة [۳۹۲ھ] (النسابہ کی نسبت علم الانساب میں مہارت کی وجہ سے ہے) کا قول نقل کیا ہے: زینب بنت خزیمہ، میمونہ بنت حارث (ام المومنین) کی اخیافی بہن تھیں، یعنی حضرت میمونہ بنت حارث ہلالی رضی اللہ عنہ (جو بعد یا آخر میں زوجہ نبی بنیں) کی ماں جائی بہن تھیں۔ واللہ اعلم۔ (الاستیعاب، کتاب النساء وکناہن باب الزاء)

ماں کی طرف والا نسب نامہ یہ ہے: ہند بنت عوف بن الحارث بن حماطہ بن جرش بن اسلم بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن خشم بن عبد شمس بن وائل بن الغوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن الغوث بن ایمن بن ہمیسع بن حمیر بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان الحمیریة۔ اس نسب کی عظمت میں الاصابہ کی یہ عبارت ہے: ولا یعلم امرأة فی العرب کانت

اشرف اصھارا من ھند بنت عوف ام میمونۃ واخواتھا۔(الاصابۃ:۹۵/۸)

یعنی میمونہ اوران کی بہنوں کی ماں ہند بنت عوف کے گھر سے زیادہ شریف ترین گھر عربوں میں نہ دیکھا گیا جواپنے دامادوں کی بناپرعظیم وشریف ترین تھا۔ ہند بنت عوف (حضرت زینب بنت خزیمہ کی ماں) کی اور بھی بیٹیاں تھیں، جودرج ذیل ہیں:

(۱)ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا

(۲)اسماء بنت عمیس خشعمیہ (حضرت ابوبکرصدیق، حضرت جعفروعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی زوجہ یکے بعددیگرے)

(۳)اروی بنت عمیس خشعمیہ (حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زوجہ)

(۴)ام الفضل لبابہ کبری بنت حارث، ہلالیہ (حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زوجہ)

(۵)لبابہ صغریٰ بنت حارث ہلالیہ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی والدہ)

بعض روایات کی روسے ولادت ہجرت نبوی سے تقریباً ۲۶/سال قبل ہوئی۔ ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا غالبا اپنے وطن مالوف طائف یااس کے نواح میں پیدا ہوئیں، وہیں ان کی پرورش و پرداخت ہوئی، اس وقت عرب فتنہ وفساد کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، بت پرستی عام تھی، شجر وحجر کی عبادت ان کا مذہبی شوق تھا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی بت پرست ماحول میں آنکھیں کھولیں، اس وقت بعض بدوی قبیلوں میں لڑکیوں کوزندہ درگور کرنا مذہبی روایت اور خاندانی شرافت تھی، مگر چوں کہ وہ نہایت پاکیزہ اور بلند پایہ خانوادے سے نسبت رکھتی تھیں، اس لیے وہ موت کے اس خوفناک اورآہنی پنجے سے بچ گئیں، والدین کی محبت وشفقت میں پلیں بڑھیں، اس وقت وطن کے اندر جواہم واقعات ہوئے ، ان سے اپنی جوانی میں واقف ہوئیں اوران کے اختلافات سے بھی وہ آگاہ ہوئیں۔

ابن سعد، واقدی اور دوسرے سوانح نویسوں اور سیرت نگاروں کے مطابق اور خاص کر ماہرین انساب اورنسب نگاروں کے حال وتحقیق میں ہوازن وثقیف اورقریش کے خاندانوں کے درمیان قدیم زمانے سے سماجی تعلقات تھے اوران میں ازدواجی روابط نے اہم کردارادا کیا تھا۔ ثقفی/ ہوازنی خواتین مکہ مکرمہ کے خاندانوں کے مردوں سے بیاہی جاتی تھیں اور قریشی خواتین طائف وہوازن کے شیوخ واکابر سے۔ اسی دستور کے مطابق حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالی رضی اللہ عنہا وغیرہ کی شادیاں مکہ مکرمہ میں ہوئیں۔ (ازواج وبنات رسول ص:۹۸، ۹۹، ۱۰۰)

۹- جُویریہ بنت حارث:

نام جویریہ، قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنومصطلق سے تعلق تھا، پہلا نکاح ان ہی کے قبیلے کے ایک فرد مسافع بن صفوان سے ہوا، حارث اور مسافع دونوں اسلام کے سخت دشمن تھے، مسافع جنگ مریسیع (غزوۂ مصطلق) میں مارا گیا، قیدیوں میں جویریہ بھی شامل تھیں، چوں کہ تمام اسیران، غلام اورلونڈی بنا کر مجاہدین اسلام کے درمیان تقسیم کردیے گئے، جویریہ ثابت بن قیس بن شماس انصاری کے حصے میں آئیں، سردار کی بیٹی تھیں، غیرت نے غلامی کی زندگی کے لیے آمادہ نہ کیا، ثابت سے درخواست کی کہ مکاتبت کرلویعنی ایک مقررہ رقم کے عوض مجھے آزاد کردو، ۹۔ اوقیہ سونے پر معاملہ طے ہوگیا، اب انھیں اس کے

ادا کی فکر ہوئی، رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں اپنی قوم کے سردار حارث کی بیٹی ہوں، آج میں جس مصیبت میں گرفتار ہوں آپ سے پوشیدہ نہیں، میں ثابت کے حصے میں پڑ گئی ہوں، انھوں نے ۹۔ اوقیہ سونے پر مجھ سے مکاتبت کر لی ہے اس لیے ان سے چھٹکارے کے سلسلے میں میری مدد فرمایئے، رسول اللہ نے فرمایا کہ کیا میں اس سے بہتر راہ نہ نکال دوں، بولیں، وہ کیا؟ فرمایا کہ میں کتابت کی رقم ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں، انھوں نے رضا مندی ظاہر کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقم ادا کر کے اپنے نکاح میں لے لیا، جب صحابہ کرام کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے کہا کہ کیا رسول اللہ کے سسرال والے غلام بنائے جائیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، اس لیے انھوں نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ (طبقات ابن سعد-ج:۸-ص:۳۰۳)

اس طرح حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عہنا امہات المؤمنین کے زمرے میں داخل ہوگئیں، ربیع الاول ۵۰ھ میں انتقال ہوا، اس وقت عمر ۶۵ سال کی تھی، جنت البقیع میں آخری آرام گاہ ہے۔

نسب نامہ یہ ہے: جویریہ بنت حارث بن ابوضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جَذِیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیا۔ عمرو پورے بنوخزاعہ کے باپ ہیں۔ (اسد الغابہ-ج:۷-ص:۵۷،۵۸-ابن اثیر جزری، دار الکتب العلمیہ)

بنوخزاعہ مکہ کے قریب مرالظہر ان اور اس کے قریبی علاقے میں رہتے تھے۔ جس سال حدیبیہ کی صلح ہوئی۔ اسی سال انھوں نے بھی رسول اللہ کے ساتھ معاہدہ کیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش مکہ کے ساتھ صلح فرمائی تھی تو اس صلح میں بنوخزاعہ بھی شریک تھے۔ مگر قریش نے خزاعہ کے بارے میں اپنا معاہدہ توڑ دیا تھا، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش پر چڑھائی کر دی اور مکہ فتح کر لیا اور یہ سال (۸ھ) عام الفتح کہلایا۔

قریش سے پہلے خزاعہ کا خاندان بنوکعب بن عمرو بن لحی بیت اللہ کا متولی تھا۔ تولیت حلیل بن حبشیہ بن سلول تک بنو خزاعہ میں رہی، حلیل وہی شخص ہے جس نے اپنی بیٹی حبی کو قصی بن کلاب کے عقد میں دے دیا تھا اور کعبہ کا انتظام بھی قصی کی تحویل میں دے دیا تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حلیل کے بیٹے ابوغبشان نے جس کا اصل نام المحترش تھا۔ خانہ کعبہ کی خدمت کا حق قصی کے ہاتھ ایک مشکیزہ شراب کے بدلے میں بیچ ڈالا تھا۔

حلیل حبشیہ کی اولاد میں سے کرزہ بن علقمہ گزرا ہے جس نے ہجرت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا کیا تھا حتی کہ وہ غار ثور تک جا پہنچا، مگر جب اس نے دیکھا کہ مکڑی نے غار کے منہ پر جالا بنا ہے اور کبوتری نے انڈے دیے ہیں تو واپس چلا آیا۔ (تاریخ ابن خلدون، ج:۲ ص:۳۷۶)

۱۰-میمونہ بنت حارث:

نام میمونہ، بنو ہلال سے تعلق رکھتی تھیں، زمانہ جاہلیت میں مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے نکاح ہوا تھا، کسی وجہ سے جدائی ہوگئی، پھر بنو مالک بن حسل بن عامر بن لوی کے ایک شخص ابورہم بن عبد العزی کے عقد میں آئیں، سنہ ۷ھ میں ابورہم

کا انتقال ہوگیا۔

ذوالقعدہ ۷ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرے کے لیے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے تو وہیں میمونہ بنت حارث سے نکاح کر کے ام المومنین ہونے کا شرف بخشا، اس نکاح کے ولی حضرت عباس بن عبد المطلب تھے، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نکاح تھا، اس طرح حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخری زوجۂ محترمہ کے طور پر بیت رسول میں داخل ہوئیں۔ صحیح روایت کے مطابق وصال سنہ ۵۵ھ میں ہوا، اس وقت عمر مبارک ۸۰ سال کی تھی، یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حکومت کا زمانہ تھا۔ (طبقات ابن سعد، ج:۸-ص:۳۱۱ودیگر کتب)

سلسلہ نسب یہ ہے: میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رو بیہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ والدہ قبیلہ حمیر سے تعلق رکھتی تھیں، ان کی طرف سے سلسلہ نسب یوں ہے۔ میمونہ بنت ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حاطہ بن جرس

ام المومنین حضرت میمونہ اور ام المومنین حضرت زینت بنت خزیمہ کی ماں چوں کہ ایک تھیں اور باپ الگ الگ اس لیے یہ اخیافی بہن ہوئیں، اور دونوں بنو ہلال سے تھیں، حضرت میمونہ عبداللہ بن ہلال کی نسل سے ہیں اور حضرت زینب عبدمناف بن ہلال کی نسل سے۔

بنو ہلال کا تعارف حضرت زینب بنت خزیمیہ کے ذکر میں گزر چکا ہے، کچھ اہم معلومات مزید درج ذیل ہیں۔

بنو عامر ایک بڑا قبیلہ ہے جس کی چار شاخیں ہیں۔ ۱-نمیر ۲-ربیعہ ۳-ہلال ٤-سوأة

ہلال بن عامر کے بہت سے خاندان ہیں، وہ جاہلیت کے زمانے میں نجد میں رہتے تھے، قرامطہ کی لڑائیوں کے دوران مصر کے علاقوں میں چلے گئے، وہاں سے ”المستنصر عبیدی“ کے دور حکومت میں اس کے وزیر بارزی کی اجازت سے المعز بن بادیس کے مقابلے کے لیے افریقہ روانہ ہوئے چنانچہ بنو ہلال افریقہ کے نواحی علاقوں میں چھا گئے، مگر جب بنو سلیم نے انھیں پیچھے ہٹا دیا تو وہ مغرب کی طرف بڑھے، بونہ اور قسطنطنیہ سے ہوتے ہوئے بحر محیط کے ساحل تک جا پہنچے۔

ہلال کے پانچ لڑکے تھے: ۱-شعبہ ۲-ناشرہ ۳-نہیک ٤-عبدمناف ٥-عبداللہ

بنو ہلال کی تمام شاخیں انھیں پانچ قبیلوں سے چلیں۔

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ عبد مناف کے خاندان سے اور ام المومنین میمونہ بنت حارث بن حزن بنو عبداللہ کے خاندان سے تھیں۔ (تاریخ ابن خلدون-ج:۲-ص:۳۷۱)

یہی سلسلہ آگے بڑھ کر مضر بن نزار بن معد بن عدنان تک پہنچتا ہے۔

۱۱-صفیہ بنت حیی:

نام زینب تھا، یہودی النسل تھیں، غزوۂ خیبر سے مال غنیمت کے طور پر آئی تھیں، جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصے میں آئیں، جو مال غنیمت بادشاہ اور سردار کے لیے مخصوص ہوتا ہے اسے عرب صفیہ کہتے ہیں، اس لیے یہ

صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں۔

حضرت صفیہ کی شادی پہلے سلام بن مشکم قریظی سے ہوئی تھی، اس نے طلاق دے دی، اس کے بعد کنانہ بن ابوالحقیق سے ہوئی، جب سنہ ۷ ھ میں جنگ خیبر پیش آئی تو کنانہ اس میں مارا گیا، حضرت صفیہ کے باپ اور بھائی بھی قتل کیے گئے اور خود گرفتار ہوئیں، جب سب قیدی اکٹھا کیے گئے تو حضرت دحیہ کلبی نے بارگاہ رسول میں ایک باندی کی درخواست کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں انتخاب کا اختیار دے دیا تو انھوں نے حضرت صفیہ کو چن لیا۔ لیکن ایک صحابی خدمت رسول میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے بنونضیر و قریظہ کی رئیس زادی کو دحیہ کے حوالے کر دیا، وہ رئیس گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں، سردار کی بیٹی ہیں وہ تو صرف آپ کے لیے مناسب ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کو دوسری باندی عطا فرمائی، اور انھیں آزاد کر کے خود ان سے نکاح فرما لیا، ایسا صرف اس لیے ہوا کہ وہ رئیس خاندان کی چشم و چراغ تھیں، عام عورتوں کی طرح برتاو ان کے ساتھ مناسب نہ تھا۔ خیبر سے روانگی کے بعد مقام صہبا میں رسم عروسی ادا ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے انھیں اختیار دے دیا کہ آزادی کے بعد وہ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جائیں یا اسلام قبول کر کے اللہ کے رسول کی زوجیت میں داخل ہو جائیں تو انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کو پسند کیا۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنہ ۵۰ ھ میں تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا، جنت البقیع میں دفن ہوئیں، ان سے دس حدیثیں مروی ہیں، ان میں سے ایک متفق علیہ ہے۔

سلسلہ نسب باپ کی طرف سے یہ ہے: صفیہ بنت حیی بن اخطب بن سعیہ بن عامر بن عبید بن کعب بن خزرج بن ابوحبیب بن نضیر بن نحّام بن ینخوم، اسرائیلی ہیں اور ہارون بن عمران علیہ السلوم کی اولاد سے ہیں۔

باپ حیی بن اخطب قبیلہ بنونضیر کا سردار تھا اور ماں بَرّہ یا ضرّہ قبیلہ بنوقریظہ کے رئیس سَمَوْاَل کی بیٹی تھی (طبقات ابن سعد - ج: ۸ - ص ۳۰۵ - و دیگر کتب سیرت)

مدینے کے اطراف میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے، ۱ - بنوقینقاع ۲ - بنونضیر ۳ - بنوقریظہ۔

مدینے پہنچنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ اور اطراف مدینہ کے جن قبائل سے صلح و جنگ میں معاہدہ کیا، ان میں یہ قبائل یہود بھی تھے، یہ تو ظاہراً پابند عہد تھے، لیکن رسول اور ان کے صحابہ انھیں ایک نہ بھاتے تھے، تینوں نے یکے بعد دیگرے بدعہدی کر کے خود اپنی تباہی کا راستہ ہموار کیا۔

بنونظیر نے دھوکے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ہم راہیوں پر حملہ کرنے کی کوشش کی، جس کی پاداش میں انھیں جلاوطن کیا گیا،

بنوقریظہ نے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کا نہایت خطرناک منصوبہ بنایا، اسی کی وجہ سے جنگ خندق پیش آئی اس کے معاً بعد بحکم الٰہی مسلمانوں نے بنوقریظہ کی طرف پیش قدمی کی، ان کے جنگ جو قتل کیے گئے، عورتیں اور بچے قیدی بنا لیے گئے اور مال و اسباب غنیمت بنا کر مجاہدین میں تقسیم کر دیے گئے۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق

چوں کہ آباًواماًان دونوں قبیلوں سے تھا اس لیے ان کا قدرے ذکر یہاں ہوا، بنوقینقاع اس موضوع سے خارج ہے۔

یہ تھا حضرات امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے قبائل کا ایک سرسری جائزہ، مزید معلومات کے لیے طبقات ابن سعد، تاریخ ابن خلدون، الانساب للسمعانی، اسد الغابہ ابن اثیر، الاصابہ از ابن حجر عسقلانی وغیرہ کتب مآخذ کی طرف رجوع کریں۔

اختر حسین فیضی مصباحی

۸/ جمادی الآخرہ ۱۴۴۴ھ

۳۱/ دسمبر ۲۰۲۲ء

شب یک شنبہا-۹:۳۰ بجے